خدام الدین

ہفت روزہ
لاہور



صرف اللہ سے مانگو

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
مَنْ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ فَاَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ
فَاقَتُهُ وَمَنْ اَنْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهُ
وَمَنْ اَنْزَلَهَا بِاللّٰهِ اَوْشَكَ اللّٰهُ لَهُ بِالْغِنَا اِمَّا بِمَوْتٍ
عَاجِلٍ اَوْ غِنًى اٰجِلٍ

ترجمہ:۔ جس آدمی کو کوئی شدید ضرورت پیش آئی مگر اُس نے اُسے لوگوں کے سامنے پیش کیا تو اُسے اس مصیبت سے پوری طرح نجات نہیں ملے گی اور جس شخص نے اپنی ضرورت میں اللہ سے مدد چاہی تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد اس کی حاجت پوری کردے۔ موت دے کر (اگر اسکی زندگی ختم ہوگئی ہو) یا کچھ دیر سے خوش حالی دے کر

۵ جولائی ۱۹۸۵ء

۲/- روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۳۰ شمارہ ۵۱

— بیاد —
جانشینِ شیخ التفسیرؒ امام الہدیٰ
حضرت مولانا عبیداللہ انور
نور اللہ مرقدہٗ

رئیس الادارہ
حضرت مولانا محمد اجمل قادری
مدظلہٗ

— مجلس ادارت —
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

فی کاپی : -/۲ روپے

پاکستان میں بذریعہ ——— ڈاک
سالانہ ۵۲ شمارے -/۸۰ روپے
ششماہی ۲۶ شمارے -/۴۵ روپے

۱۶ شوال ۱۴۰۵ھ

نقطۂ نظر

اہلسنت کے حقوق

پاکستان سب پاکستانیوں کا ہے، اسلام کے نام پر بنا ہے، اس کی بنیاد ایک دین، ایک ملّت اور ایک قوم کے نظریے پر استوار ہوتی ہے۔ اڑتیس سال گذر گئے ایک حصّہ ٹوٹ کر الگ ہو گیا۔ مگر ہنوز لسانی، علاقائی تعصبات ابھارنے اور مذہبی تفرقہ بازی کی تحریکیں نہ صرف یہاں موجود ہیں بلکہ بڑی تیزی سے مضبوط ہو رہی ہیں۔ گذشتہ دنوں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ اور وزیر اعظم جونیجو کے مابین ایک معاہدہ طے ہوا۔ اس موضوع پر قلم اٹھاتے ہوئے ہمیں اپنے مسلک اتحاد بین المسلمین کی عزت و حرمت بہر حال عزیز ہے مگر اس وقت مسلمہ بین الاقوامی معاشرتی اصولوں کو بھی نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ برطانیہ کو جدید فلاحی مملکت قرار دیا جاتا ہے۔ عیسائیوں کے کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں کے علاوہ دنیا بھر کے مذاہب کے لوگ وہاں رہتے ہیں مگر ملکی قانون میں بالادستی اسی عقیدہ کو حاصل ہے جو چرچ آف انگلینڈ کا۔ ایران کو اصرار ہے کہ وہ اسلامی حکومت ہے مگر ایرانی آئین میں بالادستی شیعہ مذہب کو حاصل ہے جو وہاں کی اکثریت اور حکمران طبقہ کا مذہب ہے حالانکہ اہلسنت کی آبادی کا تناسب ایران میں پینتیس فی صد

ناشر: میاں محمد اجمل قادری، اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور، مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

بقیہ : علماء حق

ہو سکتی لیکن امریکہ سے آزادی حاصل کرتے ہوئے ملک کو روس کی گود میں ڈال دینے کی انتہا پسندانہ پالیسی کی حمایت کے لئے بھی ہم تیار نہیں ہیں اور نہ ہی یہ کوئی دانشمندی ہے کہ سؤر سے جان چھڑانے کے لئے ریچھ کو اپنے اوپر مسلط کر لیا جائے۔

ہمارے نزدیک ان دونوں سامراجی قوتوں سے نجات حاصل کرنے کا راستہ یہ ہے کہ پاکستان میں صحیح طور پر اسلام کی عملداری قائم ہو، عالم اسلام متحد ہو، ملتِ اسلامیہ میں مکمل آزادی اور غیر جانبداری کی بنیاد پر فکری تحریکیں منظم ہوں اور متوازی اور مستحکم پالیسی کے ذریعہ عالم اسلام کو تیسری قوت کے طور علماء حق کو آج اسی بنیاد پر از سر نو منظم کرنے کی ضرورت ہے اور اگرچہ آج ہمیں حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمہ اللہ تعالیٰ جیسی عظیم شخصیت کی قیادت میسّر نہیں ہے لیکن حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب، حضرت حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستی، حضرت مولانا مفتی ولی حسن، حضرت مولانا محمد اجمل خان اور دوسرے اکابر علماء حق کا وجود ہمارے لئے رحمت [illegible] ی ہے

مولانا عبیداللہ انورؒ

خود تو فردوس کو سدھار گیا
اپنا غم دے کے ہم کو مار گیا
دے کے خونِ جگر گلستاں کو
پھول کتنے ہی تو نکھار گیا
زندگی کو تو اے عبیداللہ
کتنی خوبی سے ہے گذار گیا
تیرے جانے سے ہے اُداس اُداس
تیرے کوچے میں بار بار گیا
تیرے جانے سے یوں ہوا محسوس
باغ سے موسمِ بہار گیا
مسکراتا ہُوا گیا ایسے
یار کے پاس جیسے یار گیا
شہرِ عرفاں کے لوگ کہتے ہیں
شہرِ عرفاں کا تاجدار گیا
ملک و ملّت کا کھا گیا اُسے غم
ملک و ملّت کا غم گسار گیا
بازئ عشق میں انیسؔ انور
اپنی انمول جان ہار گیا

سید انیس گیلانی

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور قدس سرہٗ کی وفات حسرت آیات پر

جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا سید اسعد مدنی دامت برکاتہم کا

تعزیتی مکتوب

یہ تعزیت نامہ حضرت جانشین شیخ الاسلام نے مدنی منزل دیوبند سے نظارۃ المعارف مسجد سیدنا عثمانؓ نوشہرہ ضلع پشاور کے مدیر و مہتمم جناب مولانا احمد عبد الرحمٰن صدیقی مدظلہٗ کے نام ارسال فرمایا۔

مدنی مسجد دیوبند

۱۶ر جون ۱۹۸۵ء محترم المقام زید مجدکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ! مزاج شریف !!

مولانا عبید اللہ انورؒ کے انتقال سے صدمہ ہے۔ اللہ تعالےٰ مغفرت فرمائے اور اپنی رحمت سے نوازے۔

مولانا عثمان صاحب نواسہ حضرت شیخ الہندؒ کا بھی اسی وقت انتقال ہوا۔ ہارٹ فیل ہوگیا تھا۔

رمضان میں مہمان دو سو سے زیادہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنی مرضیات سے نوازے۔ مولانا عزیر گل صاحب سے سلام مسنون فرمادیں۔ واقفین پرسانِ احوال حضرات سے سلام مسنون فرمادیں۔ دعواتِ صالحہ سے فراموش نہ فرمادیں۔

والسلام اسعد مدنی

بقلم محمود احمد مدنی منزل۔ دیوبند

سے کم نہیں۔ موسوی جونیجو معاہدہ کے بعد اہل تشیع نے ملک میں یوم تشکر منانے کا اعلان کیا مگر اس معاہدہ اور اہل تشیع کے ان مطالبات کی تفصیل منظر عام پر نہیں آئی۔ اس لیے ناگزیر طور پر اہلسنت عوام ہیں جو اس ملک کی واضح اور مؤثر ترین غالب اکثریت ہے شکوک و خدشات کی فضا پیدا ہو گئی۔ قبل ازیں ۱۸ر مئی ۱۹۸۵ء کو تنظیم اہلسنت کے مرکزی دفتر ملتان میں علماء اہلسنت کا ایک اہم ترین اجلاس ہوا تھا جس میں پیدا شدہ صورت حال کے پیشِ نظر مطالبہ کیا گیا کہ سنّی مسلمانوں کی عظیم اکثریت کی بناء پر پاکستان کو سنّی سٹیٹ قرار دیا جائے، امام الخلفاء حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی میں کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ کے مطابق اسلامی نظام حکومت کے نفاذ کا واضح اعلان کیا جائے۔ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کے نافذ کردہ تحفظ ناموس صحابہؓ آرڈیننس پر سختی سے عمل کرایا جائے۔ دیگر مطالبات کے علاوہ یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ شیعہ حضرات کی صحیح مردم شماری کروا کر اُن کی آبادی کے تناسب سے سرکاری ملازمتوں میں حصہ دیا جائے لیکن علماء اہلسنّت کے مطالبات کو نظر انداز کرتے ہوئے ۲۲ر مئی کو شیعہ رہنما حامد علی موسوی اور وزیر اعظم جونیجو کے مابین ملاقات ہوئی اور تحریکِ نفاذ فقہ جعفریہ کے مطالبات کی منظوری کا اعلان ہوگیا۔ اس لیے تنظیم اہلسنّت پاکستان کے صدر علاّمہ عبد الستار صاحب تونسوی حضرت علاّمہ مفتی احمد الرحمٰن اور مولانا فیض محمّد فیض نقشبندی نے کراچی میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کے دوران مطالبہ کیا کہ کسی خاص فقہ اور فرقہ کے

الگ الگ طور طریقے اختیار کرنے کے بجائے قرآن و سنّت کے واضح اور متفقہ احکام و قوانین کو ملک میں نافذ کیا جائے۔ فقہ جعفریہ کے جو مطالبات خاموشی سے منظور کیے گئے ہیں ان کے بارے میں وزیر اعظم عظیم سُنّی اکثریت کو اعتماد میں لیں — ادارہ خدام الدین سُنّی علماء کے مطالبات کو حق بجانب سمجھنے کے علاوہ ملک و ملّت کی بھلائی اسی میں سمجھتا ہے کہ پاکستان کے اساسی نظریہ کے تحفّظ اور تمام گروہی اختلافات کی زہرناکیوں سے قوم کو بچانے کے لیے حکومت اپنا فرض ادا کرے۔ وزیر اعظم جونیجو نے جیسے دو فی صد آبادی کو خوش کرنا ضروری سمجھا ہے ایسے ہی انہیں عظیم سُنّی اکثریت کے حقوق کے مجروح نہ ہونے کی بھی سُنّی رہنماؤں کو یقین دہانی کرانی چاہیئے، اور منتخب نمائندوں کو تو یہ چاہیئے تھا کہ سب سے پہلے اسلامی نظامِ حکومت کے قیام کے لیے اپنی تمام مساعی وقف کر دیتے، مگر وہ اپنے مستقبل کے تحفظات حاصل کرنے میں سرگرمِ عمل ہیں ہمیں توقع ہے کہ صدر مملکت اس سلسلہ میں اہل سُنّت و اہل تشیع

(باقی ۱۰ پر)

مفکر اسلام خلیفہ مجاز شیخ التفسیر حضرت لاہوری

حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی

کا تعزیتی مکتوب بنام مولانا احمد عبد الرحمٰن صدیقی ایم۔اے

محب گرامی قدر

السلام علیکم و رحمۃ اللہ

میں ۴ر مئی کو جنوبی ہند کے ایک طویل دورے سے واپس ہُوا تو اس ڈاک میں جو میری غَیبت کے زمانے میں جمع ہو گئی تھی آپ کا عنایت نامہ مورخہ ۱۵ر شعبان المعظم ملا، اس کو پڑھ کر گویا دل پر ایک بجلی سی گری، مجھے اس سے پہلی مرتبہ اپنے مخدوم زادہ مولانا عبید اللہ انور کے حادثۂ ارتحال کی اطلاع ملی۔ بعض دوستوں نے بتایا کہ میرے سفر کے دوران یہاں کے مقامی اخبار میں خبر شائع ہوئی تھی، جو میری نظر سے نہیں گذری۔ مجھے مولانا کی کسی علالت کا بھی علم نہ تھا کہ میں عیادت کا کوئی خط لکھتا، سب کچھ اچانک معلوم ہُوا۔ میں نے کل ہی میاں اجمل سلمہٗ کو تعزیتی تار دیا ہے۔ آج آپ کو تعزیتی خط لکھ رہا ہوں، مگر دل کو تسکین نہیں ہوتی۔ بعد مسافت اور اختلاف ملک نے ہم دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کر دیا۔ سالہا سال کے بعد ایک ملاقات ۷۸ء میں ہوئی جب میں رابطہ کے اجلاس کراچی میں شرکت کے لیے گیا، لیکن آنے جانے والوں سے برابر خیریت و حالات دریافت کرتا رہا۔ آخری بار دیوبند کے اجلاس میں ملاقات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

کاشکہ تعلّق خاص کی بناء پر مجھے تار سے اطلاع دینے کا اہتمام کیا جاتا کہ میں اپنے کو ایک فردِ خاندان کی حیثیت سے اس کا مستحق سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ اُن کے درجات بلند فرمائے اور انشاء اللہ فرمائے گا۔ پورے ماہ مبارک میں انشاء اللہ روزانہ کے ختم خواجگان کے بعد ان کے ترقیٔ درجات کے لیے اہتمام سے دعا ہوگی۔

آپ تکلیف کر کے میاں اجمل سلمہٗ اللہ کو میری طرف سے اس خط کا مضمون بھی لکھ دیں۔ کل ہی ایک طویل دورے سے واپس ہُوا ہوں اور کل ہی وطن رائے بریلی جا رہا ہوں جہاں رمضان کے انتظام کرنے ہیں۔ اب آپ ہی مراسلت کا سلسلہ جاری رکھیں کہ رابطہ کی شکل قائم رہے۔ خدا کرے کہ رسالہ خدام الدّین سے مزید تفصیلات معلوم ہوں۔ ان کو ہدایت کر دیں کہ پرچہ مجھے ضرور بھیجتے رہیں۔ میری طرف سے دلی تعزیت اور برادرانہ تأثرات، دعائیں اور والسلام

مخلص

ابوالحسن علی

۱۶/۵/۸۵ء



آج دین سے بے بہرہ لوگ قوم کی قسمت کے مالک بنے بیٹھے ہیں

آزادی کے بعد ہمارے ملک میں کسی غدار کو پھانسی نہیں دی گئی

حریّت پسند علماء کو انگریز کے جانے کے بعد بھی قید و بند میں ڈالا گیا

اور انکی فکر کی اشاعت روکنے کے لیے تمام ہتھکنڈے استعمال کیے گئے

ہماری راہ نبیوں، صدّیقوں، شہیدوں اور صالحین کی راہ ہے۔ ہمارا سفر جاری رہے گا۔

جمعۃ الوداع کے روز یوم تجدید عہد کے موقعہ پر جامع مسجد شیرانوالہ لاہور میں
جانشین امام الہدیٰ مولانا محمّد اجمل قادری کا ولولہ انگیز خطاب

الحمد للہ و کفیٰ و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم: وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کریں گے وہ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا اور وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں اور یہ لوگ بہتر رفیق ہیں۔

حضرات گرامی! آج رمضان المبارک کا آخری جمعہ ہے معلوم نہیں ہم میں کتنے وہ لوگ موجود ہیں جن کی زندگی کے آخری رمضان کا یہ آخری جمعہ ہو۔ اور آنے والے رمضان سے پہلے ہی وہ اس دنیا سے اللہ کے ہاں واپس بلا لئے جائیں اور آئندہ رمضان سے قبل ہی ان کا دانہ پانی اس دنیا سے ختم ہو جائے۔ اس لئے آج کا دن بڑا اہم دن ہے مہینہ تمام مہینوں سے بلند مرتبہ رمضان المبارک ہے۔ دن، ہفتہ کے ساتوں دنوں میں سے اعلیٰ و ارفع۔ جمعۃ المبارک ہے۔ اور یہ لمحات وہ ہیں کہ جب ہم دنیا کے تمام دھندوں سے الگ ہو کر اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ط کے حکمِ الٰہی کی تکمیل کرتے ہوئے مسجد میں خدا کے حضور جمع ہو چکے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن میں ایک وقت ایسا آتا ہے کہ اس میں بندہ اپنے رب سے جو دعا بھی کرے قبول کر لی جاتی ہے۔ مگر جیسے لیلۃ القدر کے بارے میں

معلوم نہیں کہ وہ کون سی رات ہے۔ ایسے ہی اس لمحہ اور ساعت کو بھی پوشیدہ رکھا گیا ہے تاکہ بندے ہر لمحہ اپنے رب کی رحمت کے منتظر اور اس کی بارگاہ ذی الجلال والاکرام کے دروازے پر ہر وقت اپنی عبدیت اور عاجزی کی نگاہیں جھکائے رہیں اور کسی وقت بھی اپنی زبان سے کوئی غلط بات ادا نہ کریں ہو سکتا ہے وہی وقت رحمتِ حق کے متوجہ ہونے اور اور دعاؤں کے قبول ہونے اور دعاؤں کے قبول ہونے کا ہو، ہمارا رب بڑا رحیم و کریم بڑا مہربان بڑا رحم والا ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اس کی پسندیدہ راہ پر چلیں اور زندگی کو ان طریقوں کے مطابق گذاریں جو طریقے اسے محبوب ہیں۔ مگر انسان کے پاس کوئی ایسا آلہ اور اس طرح کا کوئی کمپیوٹر نہ تھا جو اسے بتا دے کہ تیرے رب کی جنتوں کو جانے والا راستہ فلاں راستہ ہے اور اللہ تعالےٰ کو فلاں فلاں اعمال ناپسند ہیں اور فلاں فلاں محبوب ہیں۔ اللہ نے جب ہماری اس مشکل اور مجبوری کو دیکھا تو اسے ہم پر رحم آگیا اور اس نے ہمیں تباہی و بربادی اور جہنم کی آگ کے گڑھوں میں گرنے سے بچانے کے لئے فرمایا:-

"وہ دیکھو! گھبرانے کی ضرورت نہیں، میری راہ جس پر چل کر تم میرے قرار پا سکتے ہو۔ اور حزب اللہ میں شامل ہو سکتے ہو وہ صراط مستقیم ہے اور وہ سیدھی راہ ہے جس پر میرے نبیؐ اور میرے نبیوںؑ اور میرے دین کی صداقتوں کی شہادت دینے والے صالحین چلے آرہے ہیں بس یہی ایک راہ ہے کہیں ادھر ادھر بھٹک نہ جانا ورنہ شیطان تمہیں دین کے نور سے محروم کر کے گمراہی کی تاریکیوں میں لے جائے گا اور تم جہنم کی آگ میں جا گروگے۔"

انسان کے پاس کوئی ایسا کمپیوٹر نہ تھا جو اُسے بتاتا کہ جنّت کو فلاں راستہ جا رہا ہے

حضرات محترم! رب العالمین کا یہ احسان عظیم ہے کہ اس کی بھیجی ہوئی ہدایت اور حضرت آمنہ رضؓ کے دُرِّ یتیم نبی امّیؐ پر نازل ہونے والا دین آج تک باقی ہے۔ اور قیامت تک باقی رہے گا۔ آج کے مغرب زدہ دولت و مفادات کے پجاری عیّاش اور غفلت شعار مسلمان اسے چھوڑتے ہیں تو بے شک چھوڑ دیں — محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والے دین کا خدا حیّ و قیوّم ہے، زندہ اور قائم ہے۔ اس کی سلطنت جلال و کمال تمام انسانوں کے ہر عمل اور ہر سانس پر نگاہ رکھے ہوئے ہے وہ اپنے دین کی خود حفاظت کرے گا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ اگر دنیا دار وڈیرے، دولت مند اور حکمران دین سے منہ موڑ لیں گے، انگریز کی ذہنی فکری غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیں گے — منبر و محراب کی مخلوق بدعت ساز دین فروش اور چڑھتے سورج کی پجاری بن جائے گی تو خدائے حی و قیوم ان لوگوں کا محتاج نہیں ہے وہ پتھروں کو کلمہ پڑھا دے گا، پھر وہ مائی جیونی

کے بیٹے بوٹا سنگھ کو ایمان کی دولت دے کر امام انقلاب مولانا عبیداللہؒ سندھی بنا دے گا۔ پھر جیسے اس نے حضرت یوسفؑ کو کنعان کے کنویں سے نکال کر مصر کے تخت حکمرانی پر لا بٹھایا تھا۔ ایسے ہی وہ شیخ حبیب اللہؒ کے فرزند احمد علیؒ کو انگریز کی قید سے نکال کر شیرانوالہ لاہور میں مسند دعوت و ارشاد پر لا بٹھائے گا۔ جب لیڈر بزدل اور رہنما سودے باز بن جائیں تو پھر ظلم و آمریت کے حق و باطل کی رزم گاہ میں لے آئے پھر دنیا دیکھے گی اور چشم فلک نظارہ کرے گی کہ اس مجسمۂ شرافت و اخلاق نے پولیس کے بے رحمانہ تشدد سے اپنی ہڈیاں تو تڑوا لیں مگر کلمہ طیبہ کا پرچم سرنگوں نہ ہونے دیا۔

برادرانِ ملت! آج دین سے بے بہرہ کلبوں اور تھیٹروں کی پیداوار لوگ قوم کی قسمت کے مالک بنے بیٹھے ہیں۔ انگریز کے بوٹ پالش ایجاد کرنے والے عبا پوش ذرائع ابلاغ میں دخیل ہو چکے ہیں۔ غیر ملکی سرپرستی میں فرقہ وارانہ مخصوص تحریکیں چڑھ رہی ہیں اور ان سب نے درونِ خانہ حق و صداقت کے خلاف باہمی تعاون کی حلیفیاں کر رکھی ہیں۔ اس لئے آج ہمیں اپنے بزرگوں اور اکابر حق کی روایات کے مطابق وقت کا چیلنج قبول کرنا ہے اور مستقبل میں اپنے فرائض کی ادائیگی کے لئے منتشر دینی قوت کو

اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اس کی بھیجی ہوئی

ہدایت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والا

دین آج تک موجود ہے اور قیامت تک باقی رہے گا

بت توڑنے کے لئے وہ پروردگار عالم، وہ خدائے غیور و حکیم، وہ ذات فعالٌ لِمَا یُرِید اس بات پر قادر ہے کہ جمعۃ الوداع کے روز محمد قاسم نانوتوی مجاہدینِ بالاکوٹ امام مجدد الف ثانی اور قرونِ اولیٰ کے اصحاب صدق و عزیمت کی جلالت شان کے وارث امام الہدیٰ مولانا عبیداللہ انورؒ اور ان کے جاں نثار رفقاء کو کرنے والے ننگِ دین، ننگِ وطن غداروں کی اولاد اور ان کے ٹکڑوں پر پلنے والے دین کے پاک نام کو اپنی ناپاک اغراض کے لئے دولت و اختیارات کے بل بوتے پر کھلم کھلا استعمال کر رہے ہیں۔ دشمنانِ اصحاب رسولؐ، دزدانِ ناموس ختم نبوت، لادین عناصر اور توحید و سنت کے مقابلہ میں شرک و بدعت کا دین مجتمع کرنا ہے موجودہ نازک ترین حالات کا تقاضا ہے کہ پیروانِ حق باہم ربط و ضبط قائم کریں آپس کے اختلافات اور چھوٹی موٹی باتوں کو حوصلے کے ساتھ نظر انداز کرتے ہوئے وسیع تر دینی مفاد کے لئے جہاں تک ممکن ہے متحد ہو جائیں اور ملک میں قرآن و سنت کی بالادستی قائم کرنے کے لئے پر خلوص اور دیوانہ وار جد و جہد

کا فریضہ ادا کریں۔

عزیزانِ وطن! تاریخ گواہ ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں جب برطانوی سامراج نے اپنی استعماری حکمت عملی کا آغاز کیا تو اس کے ناپاک ارادوں کو سب سے پہلے علماء نے محسوس کر کے اہل وطن کو خبردار کیا تھا۔ اور جب انگریزوں فروشوں کی غداریوں کے باعث پورے برصغیر پر برطانوی درندوں نے اپنے خونیں پنجے گاڑ دیتے تو علماء ہی کی وہ جماعت تھی جس نے ۱۸۵۷ء میں علم جہاد بلند کیا۔ پھر برطانوی حکمرانوں نے انہی کو زندہ جلایا تھا انہیں درختوں پر پھانسیاں دی گئیں، کالے پانی حق کی کردارکشی کے لئے آج تک کوئی دن خالی نہیں جانے دیا آزادی کے بعد ملک و ملت کے غداروں کو کیفر کردار تک پہنچایا جاتا ہے مگر ہمارے ہاں کوئی ایسا واقعہ نہیں ہے جس میں انگریز کے کسی وفادار کو تختہ دار پر قوم سے غداری کی پاداش میں لٹکایا

جب

لیڈر بزدل اور رہنما سودے باز بن جائیں تو خدائے غیور

اس بات پر قادر ہے کہ امام الہدیٰ مولانا عبیداللہ انورؒ

اور ان کے جاں نثار رفقاء کو حق و باطل کی رزم گاہ میں

لے آئے پھر چشمِ فلک نظارہ کرے گی کہ اس مجسمۂ شرافت و

اخلاق نے پولیس کے تشدد سے اپنے جسم کی ہڈیاں تو تڑوا لیں،

مگر کلمہ طیبہ کا پرچم سرنگوں نہ ہونے دیا۔

کے ناپاک قدم اپنا جابرانہ اقتدار قائم کرنے کے لئے اور یہاں کے عوام کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کے لئے چل پڑے تو علماء حق ہی ان کا راستہ روکنے کے لئے آگے بڑھے تھے۔ اور جب میر جعفر و میر صادق جیسے وطن بھیجا گیا۔ اور دار و رسن کی کوئی رسم نہ تھی جو آزادی کے متوالے ان اہل حق پر آزمائی نہ گئی ہو۔ ۱۸۵۷ء کے بعد ۱۹۴۷ء تک انگریز نے اور ۱۹۴۷ء کے بعد انگریز کے پروردہ اور وظیفہ خوروں نے ان سرفروش حریت پسند علماء گیا ہو۔ ہاں یہ ضرور ہوا ہے کہ علماء حق کا وہ گروہ جو آزادی کا علمبردار ہونے کے باعث انگریز کے دور میں معتوب تھا آزادی کے بعد بھی انہی لوگوں کو قید و بند میں ڈالا گیا۔ ان کی فکر اور سوچ کو لوگوں میں پھیلنے سے

روکنے کے لئے اہل اقتدار نے جبر و تشدد اور عیاریوں، سازشوں کا ہر طریقہ اختیار کیا۔ مگر حق کبھی مٹ نہیں سکتا۔

ہم آج بھی زندہ ہیں اور اس ملک کو اپنی قوم کو برائی اور جھوٹ سے بچانے کے لئے ہمارا سفر آج بھی جاری ہے۔ ہماری جد و جہد ہر حال میں جاری رہیگی کیونکہ ہماری راہ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی صراط مستقیم ہے۔ ہماری راہ نبیوں اور صدیقوں، شہیدوں اور خدا کے برگزیدہ نیک بندوں کی راہ ہے۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اسی راہ پر گامزن رکھے اور آخرت میں بھی ہمارا حشر اہلِ حق کی اسی پاکباز جماعت کے ساتھ ہو۔ آمین۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

اگر

دُنیادار، دولت مند، چوھدری
وڈیرے اور حکمران دین سے منہ
موڑلیں، منبر و محراب کی مخلوق
بدعت ساز، دین فروش اور چڑھتے
سورج کی پجاری بن جائے تو خدا
ان کا محتاج نہیں ہے وہ پتھروں
کو کلمہ پڑھنا سکھا دے گا۔

بقیہ : اداریہ

کے مابین سازگار فضا قائم رکھنے کے لیے مؤثر اقدامات کریں گے۔ اہلِ وطن اس صورتِ حال پر بھی غور کریں کہ غیر ملکی تعاون اور سرپرستی میں پروان چڑھنے والی کسی تحریک کے رہنما اور مطالبات وطن و ملت کے لیے کن اثرات کے حامل ہو سکتے ہیں؟ ایرانی حکام کی تصویریں اُٹھا کر دوسری اسلامی حکومتوں کے خلاف پاکستان کی سرزمین پر مظاہرے کرنے والے لوگ پاکستان کو کیا بنانا چاہتے ہیں؟ جلوسوں، مظاہروں پر پابندیاں ہیں مگر وہ لوگ سب کچھ کرتے ہیں، کیا ایسا تو نہیں کہ غیر ملکی ہاتھ وطن پاک کی داخلی فضاؤں میں اپنے افکار و نظریات کی پتنگیں اُڑا رہا ہو؟

بقیہ : تکبر کا مرض

صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! عبادت کی حلاوت کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا "تواضع"۔

اللہ تعالےٰ ہمیں تکبر کی لعنت سے بچائے اور تواضع کی نعمت سے مالا مال کرے۔ آمین!



عُلماءِ حق کے عظیم قافلہ نے پاکستان، ہندوستان اور بنگلہ دیش کو اندلس بننے سے بچالیا

یہ انہی اکابر واسلاف کی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ آج وطن عزیز آزاد ہے اور پاکستان کے نام سے ایک مملکت دنیا کے نقشے پر موجود ہے۔ لیکن قیامِ پاکستان اور حصولِ آزادی کے بعد بھی ہمارے اسلاف کا مشن مکمل نہیں ہوا کیونکہ ملک سے استعمار رخصت ہُوا ہے مگر استعماریت ابھی باقی ہے

مولانا زاہد الراشدی

ہمارے عظیم اسلاف و اکابر نے پاکستان ہندوستان اور بنگلہ دیش پر مشتمل اس برعظیم میں بیرونی استعمار کے خاتمہ، آزادی کے حصول، اسلامی اقدار کے تحفظ اور دینی علوم کے تحفظ و ترویج میں جو نمایاں خدمات انجام دی ہیں وہ تاریخ کا ایک عظیم اور روشن باب ہے جس کے بغیر تاریخ کا عمل کسی طور پر مکمل نہیں ہوسکتا اس خطۂ زمین میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ اور حضرت سید علی ہجویریؒ جیسے اولیاء کرام اور پاکباز لوگوں کے ذریعہ ہوئی جنہوں نے اپنے عمل اور کردار کے ساتھ یہاں کی آبادی کو متاثر کیا اور لاکھوں انسانوں کو اسلام کے دامن سے وابستہ کرتے ہوئے اس خطۂ زمین میں اسلام کی عظمت کا پرچم بلند کر گئے

یہ درست ہے کہ برصغیر میں اسلام کو روشناس کرانے میں محمد بن قاسمؒ اور محمود غزنوی رحؒ جیسے غازیوں کا کردار بھی بہت اہم ہے لیکن یہاں کی آبادی کے دلوں میں اسلام کی عظمت کو راسخ کرنے کا اصل سہرا ان بزرگانِ دین کے سَر ہے جنہوں نے مجاہدہ، ریاضت، نیکی اور تقویٰ کی سنگلاخ وادیوں کو عبور کرکے لوگوں کے دلوں میں اپنے لئے جگہ بنائی۔ اور پھر بڑے خلوص اور ایثار کے ساتھ اپنی عقیدت کو اسلام کی محبت سے تبدیل کر کے برصغیر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسلام کا گہوارہ بنا دیا۔

تاریخ کا ایک اہم سوال ہے کہ اندلس میں مسلمانوں کی صدیوں حکمرانی کے بعد وہاں جب صلیبی قوتیں قابض ہوئیں تو اندلس کو سپین بنانے میں کامیاب ہو گئیں۔ لیکن برصغیر میں مسلمانوں سے اقتدار چھین کر وہی صلیبی قوت برسرِ اقتدار آئی تو وہ اس خطہ کے عوام کا رشتہ اسلام سے کاٹنے میں کامیاب نہ ہوسکی آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ ہمارے خیال میں اگر وجہ تلاش کرتے ہوئے گہرائی میں جائیں گے تو پس منظر میں یہ حقیقت ایک روشن چراغ کی طرح جگمگاتی ہوئی نظر آئے گی کہ اندلس میں اسلام غلبہ اور اقتدار کے ذریعہ داخل ہُوا اور جب اس کا غلبہ اور اقتدار کمزور ہوا تو دوسرے غلبہ اور اقتدار نے جگہ لے لی۔ اور چونکہ اس کے پاس اس کے سوا اور کوئی بنیاد موجود نہیں تھی اس لئے وہ وہاں اپنا تحفظ نہ کرسکا۔ اس کے برعکس برصغیر پاک و ہند میں

اسلام جرنیلوں سے پہلے اولیاء کرام کے ذریعہ لوگوں کے دلوں میں جگہ بنا چکا تھا اور یہاں اس کے ورود کا انحصار صرف فوجی قوت پر نہ تھا۔ اس لئے فوجی قوت اور اقتدار کے خاتمہ کے باوجود اس کے پاس لوگوں کے دلوں میں رہنے کی بنیاد موجود تھی اس لئے فرنگی اقتدار دو سو سالہ طویل عمل کے نتیجہ میں زندگی کے مختلف شعبوں سے اسلام کو نکال دینے کے باوجود یہاں کی آبادی کے دلوں سے اسلام کی محبت کو نہیں نکال سکا اور تمام تر خرابیوں اور نقصانات کے باوجود برصغیر کے مسلمانوں کی سب سے قیمتی متاع آج بھی اسلام اور صرف اسلام ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے لے کر حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوریؒ تک اکابر و اولیاء کی جو طویل فہرست ہے ان کی مجموعی خدمات کو اگر ایک جملہ میں بیان کیا جائے تو وہ جامع جملہ یہ ہوگا۔ کہ "علماء حق کے اس عظیم قافلہ نے پاکستان ہندوستان اور بنگلہ دیش کو اندلس بننے سے بچا لیا۔"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی فکری تحریک، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کا فتویٰ جہاد، شہدائے بالاکوٹ کی عظیم جدوجہد، ۱۸۵۷ء کا معرکہ حریت، بنگال تحریک، حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک ریشمی رومال، دارالعلوم دیوبند کا علمی و فکری محاذ، جمعیۃ العلماء ہند، مجلس احرار اسلام اور جمعیۃ علماء اسلام کی آئینی جدوجہد، امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ کی جلاوطنی ایک ہی سلسلہ کی مختلف کڑیاں ہیں۔ اور وہ سلسلہ مختلف الفاظ میں صرف اور صرف یہ ہے کہ اس خطۂ زمین میں بیرونی استعمار اور اس کے اثرات کا مکمل خاتمہ ہو۔ اور اسلام کی مکمل بالادستی و عملداری قائم ہو۔ اس مقصد کے لئے ان اکابر اور ان کے جاں نثار رفقاء نے مصائب و آلام کی کون سی وادی عبور نہیں کی اور عزیمت و استقامت کے کون سے کوہ گراں کو عبور نہیں کیا؟

یہ انہی اکابر و اسلاف کی قربانیوں کا نتیجہ ہے کہ آج وطن عزیز آزاد ہے اور پاکستان کے نام سے ایک مملکت دنیا کے نقشے پر موجود ہے لیکن قیام پاکستان اور حصول آزادی کے بعد بھی ہمارے اسلاف کا مشن مکمل نہیں ہوا۔ ابھی ان کا نام باقی ہے کیونکہ ملک سے استعمار رخصت ہوا ہے مگر استعماریت ابھی بدستور موجود ہے۔

آزادی اور قیام پاکستان کی منزل حاصل کرنے کے بعد ہمارا سب سے بڑا ہدف اس خطہ میں اسلام کے عادلانہ نظام کا نفاذ اور فرنگی کے استعماری نظام کا زندگی کے ہر شعبہ سے خاتمہ ہے۔ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی میں مملکت کے مقاصد کی جو وضاحت کی تھی ان کے مقاصد کا حصول ہی ہمارا سب سے بڑا مطمح نظر اور نصب العین ہے۔ اور قیام پاکستان کے بعد سے اب تک علماء حق کے اس قافلہ نے ہر موقع پر اور ہر مرحلہ میں قوم کی ان ہی مقاصد کی طرف نہ صرف راہنمائی کی ہے، بلکہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر کے قوم کی قیادت بھی کی ہے۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت قوم کو اس کی دینی مرکزیت کی طرف توجہ دلانے کی تحریک تھی جس نے نہ صرف قادیانیت پر کاری ضرب لگائی بلکہ دینے و

مذہب کے ساتھ مسلمانوں کی جذباتی اور والہانہ وابستگی کے ایک پُرجوش مظاہرہ نے اس ملک کو لادینی ریاست بنانے کے خواہشمند عناصر کی راہ روک دی۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت اور ۱۹۷۷ء کی تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اسلام اور ختم نبوت کے لئے پاکستانی عوام کی بے مثال قربانیوں نے ایک بار پھر اس حقیقت کو آشکارا کر دیا کہ آج بھی پاکستانی عوام کے دلوں میں صرف اور صرف اسلام موجزن ہے اور وہ اسلام کے سوا کسی نظام یا عقیدہ کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ آج وطن عزیز کو جن مشکلات کا سامنا ہے اور جو خطرات آج اندرونی اور بیرونی محاذ پر درپیش ہیں۔ ان کی وجہ صرف یہ ہے کہ قیام پاکستان کے مقصد کی طرف عملی اور حقیقی پیش رفت نہیں کی جا سکی اور اسلام کو ملک کی سیاست میں یا تو اقتدار کے حصول کے لئے بطور سیڑھی استعمال کیا گیا ہے اور یا اقتدار کے تحفظ کے لئے اسلام کو بیساکھی بنایا گیا ہے۔ اس کے سوا یہاں کے ارباب اقتدار و سیاست نے اسلام کا اور کوئی مصرف نہیں سمجھا اور اسی منافقت نے پاکستان کی نظریاتی بنیادوں کو مجروح کیا ہے۔

علماء حق کا یہ قافلہ آج بھی اپنے مشن کے حصول کے لئے برسرپیکار ہے لیکن اسے دو محاذوں کا سامنا ہے ایک طرف وہ برسراقتدار طبقہ ہے جس نے اسلام کے نعرہ کو اپنے اقتدار کی طوالت اور تحفظ کے لئے استعمال کیا اور برائے نام کچھ اسلامی اصلاحات کا نفاذ بھی کیا لیکن عملدرآمد کے محاذ پر اسلام کو ناکام دکھا کر اسلامی نظام کی جدوجہد کو سخت ترین نقصان پہنچایا اور دوسری طرف وہ موقع پرست سیاستدان ہیں جو ایک وقت میں عوام کی حالت حاصل کرنے کے لئے اسلام کے مقدس نام کو استعمال کر کے عوام کو قربانیوں کے لئے سڑکوں پر لاتے ہیں۔ اور دوسری طرف بیرونی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے اسلام سے رشتہ توڑ کر سیکولر ازم اور سوشلزم جیسے نظریات کا پرچار کرتے ہیں۔

حضرت اقدس حضرت مولانا عبیداللہ انور رحمہ اللہ تعالیٰ کی قیادت میں علماء حق کے قافلہ نے ان دونوں طبقوں سے جو جنگ لڑی۔ ہے وہ بھی پاکستان کی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہے۔

یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ موقع پرست سیاستدانوں کے ساتھ ساتھ ہمارے کچھ جذباتی اور سادہ لوح علماء بھی اس غلط فہمی کا شکار ہو گئے ہیں کہ اسلام کی بالادستی کے لئے لادین عناصر کی رفاقت ضروری ہے اور وہ اس غلط فہمی کے سائے میں لادین عناصر کی تقویت کا باعث بن رہے ہیں۔ ہم ان کے لئے ہدایت کی دعا ہی کر سکتے ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ امریکی سامراج اور روسی سامراج دونوں عالم اسلام کے دشمن ہیں۔ مشرق وسطیٰ میں امریکہ کا پروردہ یہودی مسلمانوں کو ذبح کر رہا ہے اور افغانستان میں روس خود مسلمانوں کے سینوں کو گولیوں سے چھلنی کر رہا ہے۔

یہ بھی درست ہے کہ پاکستان اس وقت امریکی سامراج کی سازشوں کی زد میں ہے اور ہم آزادی حاصل کرنے کے باوجود سیاسی اور اقتصادی طور پر مغربی استعمار کے دباؤ اور حصار میں ہیں اور جب تک ہم اس سے آزادی حاصل نہیں کر پاتے آزادی کی منزل حقیقی طور پر حاصل نہیں

(باقی ۱۸ پر)

عبداللطیف عثمانی
ایم اے

عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد



جہاد کا مفہوم انتہائی قوّت سے حملہ آور دشمن کی مدافعت کرنا۔ (مفردات القرآن امام راغب) جہاد کا اوّل درجہ صرف ایک جدّوجہد ہے جو حق و صداقت کے لیے حرکت میں آتی ہے اور اس کو جنگی محاذ آرائی سے کوئی واسطہ نہیں اور اس جدّوجہد کا مقصد صرف یہ ہے کہ اسلام --- زبان اور قلم اپنا پیغام دوسروں کے دلوں تک پہنچانے میں آزاد ہو، لیکن جب دشمن طاقتیں عقل و فراست سے عاری ہو کر مقابلہ پر آجائیں تو ایسے وقت میں جہاد کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ دشمنوں اور ان کے تمام جنگی مرکزوں کے خلاف مسلح جنگ کی جائے اور ان کو فتح کر کے دم لیا جائے۔ قرآن کریم نے جو جہاد کا نصب العین متعین کیا ہے وہ یہ ہے:

"خدا کے باغی منکروں کا دعویٰ سرنگوں رہے اور اللہ کا بول ہمیشہ بالا رہے"۔

عمدۃ القاری شرح بخاری ...... عینی ج ۴ ص ۵۵، پر ہے کہ ایک دیہاتی حاضرِ خدمت ہوا۔ اس نے سنجیدگی سے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی مال لوٹنے کے لیے جنگ کرتا ہے۔ دوسرا ذاتی شہرت کے لیے۔ تیسرا غرورِ شجاعت کی نمائش کے لیے۔ ان میں سے کون سا شخص جہاد فی سبیل اللہ کے نصب العین کو پورا کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تینوں نہیں بلکہ وہ شخص جو اس لیے جنگ میں حصّہ لیتا ہے تاکہ ہمیشہ کلمۃ اللہ بلند رہے اور اللہ کا بول بالا رہے۔ جنگ ایک ناگزیر برائی ہے لیکن ایک خوددار اور زندہ رہنے کی خواہشمند قوم کے لیے اس سے فرار بھی ممکن نہیں مگر فرق صرف یہ ہے اسلام کا معرکۂ جنگ خدائے واحد کی راہ میں انسانیت عام کی توحید و تنظیم اور فلاح و صلاح کے لیے گرم ہوتا ہے جبکہ کفر کی جنگ خدا سے بے پروا ہو کر طاقت کے غرور میں انسانی بہتری کے ہمہ گیر مطمعِ نظر سے علیحدہ ہو کر لڑی جاتی ہے جس کے نتیجہ میں خدا کا نام لینے والی کمزور قوموں، مردوں، عورتوں اور بچّوں کو پامال کیا جاتا ہے۔ قرآن نے اوّل الذکر جنگ کو جہاد فی سبیل اللہ کا نام دیا ہے اور مؤخر الذکر کو قتال فی سبیل الطاغوت (پ۵ النساء)

قرآن کی رو سے فرمانروائے حقیقی کا منشا یہ ہے کہ مسلمان معرکہ آرا ہوں تو فی سبیل اللہ اور جان دیں تو فی سبیل اللہ۔ اس لیے مسلمان جب لڑتے ہیں تو فی سبیل اللہ اور خدا کے منکر جب لڑتے ہیں تو ان کی جنگ طاغوتی اور شیطانی ہوتی ہے۔

قرآن مجید میں مسلمانوں کو رحمانی جنگ کے لیے بارہا حکم دیا گیا ہے۔ دیکھیے النساء آیت ۷۴،
توبہ آیت ۱۹
بقرہ آیت ۲۱۸

"جنگ تم پر عائد شدہ فرض ہے اگرچہ وہ تمہیں ناگوار ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تم کو بُری معلوم ہو اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور ایک چیز تمہیں اچھی لگتی ہو اور وہ تمہارے لیے اچھی نہ ہو"
(بقرہ آیت ۲۱۶ شیخ الہندؒ)

اسلام نے مکہ میں جب اعلانِ حق کیا تو معاشرہ کے مخلص ترین افراد ایک ایک کر کے آغوشِ اسلام میں آنا شروع ہو گئے جو رؤسا قریش کے لیے ایک چیلنج سے کم نہ تھا کیونکہ ان کے مفادات پرانے نظام سے وابستہ تھے اور وہ تشدّد پر اُتر آئے جس کا نتیجہ ہجرت پر منطبق ہُوا۔

مدینہ کی نوزائیدہ اسلامی مملکت بہت جلد ترقی کی منازل طے کرنے لگی۔ جہاں ابھی ننھی ننھی کونپلیں شگوفے اگل رہی تھیں۔ کلیوں کے لبوں پر تبسّم تھا۔ غنچے مُسکرا رہے تھے۔ پھولوں کی شگفتگی کا زمانہ آرہا تھا۔ یہود جو مسلمانوں کے حلیف بن گئے تھے یہ امید لگائے ہوئے تھے کہ وہ بہت جلد نئی امّت کو اپنے اندر جذب کر لیں گے لیکن تبدیلیٔ قبلہ کے حکم نے انہیں مایوس کر دیا۔ انہوں نے اسلام کے خلاف سازشیں شروع کر دیں اور قریشِ مکّہ کے ساتھ ان کا نامہ و پیام رہنے لگا۔ قریشِ مکّہ کی تجارت کا اصل دار و مدار شام کے علاقہ پر تھا اور وہ شاہراہ جو مکّہ سے شام کی طرف جاتی تھی مسلمانوں کی زد میں تھی۔ اس کی اہمیّت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب بنو اوس کے مشہور سردار سعدؓ بن معاذ طوافِ کعبہ کے لیے گئے تو ابوجہل نے انہیں خانۂ کعبہ کے دروازے پر روکا اور کہا تم تو ہمارے دین کے مرتدوں کو پناہ دو اور ہم تمہیں اطمینان کے ساتھ مکّے میں طواف کرنے دیں؟ اگر تم امیہ بن خلف کے مہمان نہ ہوتے تو یہاں سے زندہ نہیں جا سکتے تھے"۔ یہ سُن کر سعدؓ بن معاذ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم اگر تم نے مجھے اس سے روکا تو میں تمہیں اس چیز سے روک دوں گا جو تمہارے لیے اس سے شدید تر ہے یعنی مدینہ کے پاس تمہارا راستہ"۔

اہلِ مکّہ کو ہادیٔ عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کے چُپ چاپ نکل جانے پر بھی صبر نہ آیا اور ان کے دلوں کی بھڑاس نہ نکلی۔ ایک مکّی سردار کرز بن جابر فہری نے مدینہ کے باہر مسلمانوں کی چراگاہ پر حملہ کر کے بیت المال کے مویشی لوٹ لیے۔ یہ ڈاکہ مسلمانوں کے لیے کھُلا چیلنج تھا۔ مسلمانوں نے ڈاکوؤں کا تعاقب کر کے مویشی چھین لیے۔ بعض غیر مسلم مؤرخین حقائق کو مسخ کرتے ہوئے یہ مویشی آپؐ کے ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور بعض جدید مسلمان مؤرخین نے بھی بغیر تحقیق اسی کو نقل کر دیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ مویشی بیت المال کے تھے۔ تاہم اگر وہ مویشی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے بھی ہوتے تو کوئی قابلِ اعتراض بات نہ تھی۔

غزوۂ بدر کا سبب جو واقعہ بنا وہ ہے عمرو بن الحضرمی کا قتل۔ واقعہ اس طرح کہ رجب ۲ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن جحش کی قیادت میں بارہ آدمیوں پر مشتمل ایک دستہ اس غرض کے لیے بھیجا کہ قریش کے تجارتی قافلوں کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھے۔ اتفاق سے ایک قریشی قافلہ مل گیا اور دونوں گروہوں کے درمیان جھڑپ ہو گئی جس میں قریشِ مکّہ کا ایک شخص عمرو بن الحضرمی قتل ہُوا اور دو گرفتار ہو گئے۔ جب عبداللہ بن جحش واپس پہنچے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم

نے اس واقعہ پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ جنگی قیدی رہا کر دیے گئے اور مقتول کا خوں بہا ادا کیا گیا۔ اگرچہ اس واقعہ کی حیثیت ایک جنگی جھڑپ سے زیادہ نہ تھی۔ چونکہ یہ واقعہ اشہر حرام میں واقع ہوا جن میں جنگ و جدال حرام تھا، اس لیے قریش مکہ نے اس کے خلاف خوب پروپیگنڈا کیا اور قبائل عرب کو بھی مسلمانوں کے خلاف اکسانے کی کوشش کی۔ اپنے عزائم کی تکمیل کے لیے انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس مرتبہ جو تجارتی قافلہ شام بھیجا جائے گا اس کا تمام منافع اسلامی ریاست کو ختم کرنے کے لیے وقف ہوگا۔ چنانچہ اس تجارتی قافلہ کا سردار ابوسفیان کو مقرر کیا گیا۔ جب ابوسفیان کا قافلہ تجارت کر کے واپس آ رہا تھا تو ابوسفیان کو خطرہ ہوا کہ کہیں یہ قافلہ راستہ ہی میں نہ لوٹ لیا جائے۔ چنانچہ اس نے امداد کے لیے ایک ایلچی مکہ بھیجا۔ قاصد نے عرب کے دستور کے مطابق اپنے اونٹ کی ناک چیر دی اور رنگ دار رومال ہلا کر واویلا کیا کہ ابوسفیان کے قافلے پر حملہ کرنے کے لیے محمدؐ چلا آ رہا ہے، اس لیے فوراً امداد کے لیے پہنچو۔ اہل مکہ یہ سمجھ کر کہ قافلہ لوٹ لیا گیا ہے سب لوگ انتقام کے لیے کھڑے ہو گئے۔ راستے میں معلوم ہوا کہ قافلہ صحیح سلامت ہے لیکن مکار سرداروں نے فیصلہ کیا کہ اب مسلمانوں کا تیاپانچہ کر کے ہی واپس لوٹیں گے۔ چنانچہ قریشی لشکر مدینہ کی طرف بڑھا اور بدر میں آ کر خیمہ زن ہو گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس صورتِ حال کی اطلاع ہوئی تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ کو بلا کر مشاورت کی۔ تمام نے جاں نثاری کا وعدہ کیا۔ مسلمان اس قدر ذوق و شوق سے اس جنگ میں شریک ہوئے کہ ہر پیر و جوان کا جذبہ شجاعت قابلِ دید نی تھا۔ عمرؓ بن ابی وقاص ایک کم سن صحابی تھے۔ عمر کوئی سولہ سال تھی۔ لشکر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں سے چھپ رہے تھے۔ جب آپؐ نے ساتھ جانے سے روکا تو اس طرح پھوٹ پھوٹ کر روئے کہ آپ نے انہیں اجازت دے ہی دی۔ جب اس لشکر کا شمار ہوا تو کُل تین سو تیرہ نفوس پر مشتمل تھا۔ سواری کے لیے ستّر اونٹ اور صرف دو گھوڑے۔ افراد کی تعداد اور جنگی اسباب کے لحاظ سے یہ مختصر ترین لشکر تھا جبکہ مقابلہ میں مکہ کے ایک ہزار مسلح نوجوان۔ لشکر اسلامی میں کوئی بھی فولاد پوش نہیں ادھر اکثر زرہ پہنے ہوئے۔

عہدِ نبوی میں مختلف محاذوں پر فوج کی تعداد اس طرح تھی:

۱۔ بدر ۲ھ تین سو تیرہ
۲۔ احد ۳ھ سات سو
۳۔ موتہ ۸ھ تین ہزار
۴۔ فتح مکہ ۸ھ دس ہزار
(تمام زرہ پوش تھے)
۵۔ حنین ۸ھ بارہ ہزار
۶۔ تبوک ۹ھ تیس ہزار

میدانِ بدر کی طرف روانگی سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آقا و مولا کے حضور گریہ و زاری کی اور دُعا فرمائی۔

"میرے مولا یہ گنتی کے لوگ تیرے حکم پر جہاد کے لیے نکلے ہیں۔ بے سرو سامان ہیں انہیں سرو سامان عطا کر۔ بھوکے ہیں انہیں سیر کر۔ یہ محتاج ہیں انہیں غنی کر اور اپنے دشمنوں پر غلبہ بخش۔"

دُعا ختم ہوئی۔ لشکر چل پڑا۔ گرمی کے دن رمضان کا مہینہ تھا۔ ریگستان بھاڑ کی طرح جل رہا تھا۔ راستے میں نہ کوئی درخت تھا نہ سایہ اور نہ کسی نخلستان کا تصور۔

جب آپ عرق الظبیہ کے مقام پر پہنچے تو ایک دہقانی نے دشمن کے متعلق تحقیق کی۔ صفرا کے قریب پہنچ کر لبیس بن عمرو اور عدی بن زعباء کو دشمن کی صف کی طرف عسکری تفتیش کے لیے ارسال کیا اور آپ نے محاذِ جنگ کے نقشہ کے خطوط پر توجہ دی۔ اس کے لیے آپ نے پہاڑوں کے نام دریافت کیے اور مقامی قوموں کے متعلق اور ان کی بود و باش کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ ذفران اور اسافر کے ٹیلوں کے بعد بدر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ زن ہوئے۔ شام کو حضرت علیؓ، زبیرؓ، سعد اور چند آدمیوں رضوان اللہ علیہم اجمعین کا دستہ جاسوسی کے لیے بھیجا۔ یہ دستہ دشمن کے دو آدمیوں کو پکڑ لایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے یہ سوالات کیے:

قریش کے لشکر کی تعداد کیا ہے
وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں؟
انہوں نے کہا نو۔ دس۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معلوم ہُوا کہ ان کی تعداد نو سو یا ہزار ہے۔ اس کے بعد دریافت کیا کہ قریش نے کہاں چھاؤنی ڈالی ہے اور قبائلی سرداروں میں سے کون کون سردار اپنے لشکر کے ساتھ ہیں۔

(سیرۃ ابن ہشام)

جنگی ہیڈ کوارٹر

غزوۂ بدر کے موقع پر ایک خفیہ اور محفوظ مقام پر آپؐ کا جنگی ہیڈ کوارٹر بنایا گیا تھا جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوجی پریڈ کا معائنہ کرنے کے بعد تشریف رکھتے تھے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں ایک مسلح دستہ اس کی حفاظت پر مامور تھا۔

آغازِ جہاد

۱۷ رمضان المبارک ۲ھ کو فجر کی نماز کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی تلقین فرمائی۔ مسلمانوں نے روزے رکھے ہوئے تھے۔ آپؐ ایک نازک لکڑی سے صف بندی فرما رہے تھے۔ مسلمانوں نے جہاں پڑاؤ کیا تھا وہ ریتیلا علاقہ تھا جبکہ قریش نے جہاں ڈیرہ جمایا تھا وہ سخت زمین تھی۔ یہ نصرت ایزدی تھی کہ اچانک بارش شروع ہو گئی جو ریتیلے علاقہ کے لیے مفید اور قریش کے لیے مُضر ثابت ہوئی۔

کفّار خوش تھے کہ آج مکّہ کے ایک ہزار منتخب تیغ زن اسلام کا حرفِ آخر پڑھ کر ہی جائیں گے اور لات و ہبل کے منکروں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ عتبہ بن ربیعہ اپنے بیٹے ولید اور بھائی شیبہ کو لے کر میدان میں نکلا۔ یہ تینوں زرہ پہنے ہوئے تھے۔ تین انصار جوان ان کے مقابلہ کے لیے بھیجے گئے۔ عتبہ نے یہ کہہ کر مقابلہ سے انکار کر دیا کہ ہمارے مقابلہ میں صرف قریش ہی آئیں۔ یثرب کے چرواہوں سے مقابلہ کرنا ہم اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ یہی تو وہ تکبّر تھا جسے نبی عالم صلی اللہ علیہ وسلم مٹانے آئے۔ اسلام نے رنگ و نسل عہدہ و خاندان کے امتیازات یہ کہہ کر ختم کر دیے کہ (ہم نے تمہیں ایک ہی مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے)، لیکن آج ہمارے اندر بھی اس قسم کے امتیازات موجود ہیں۔ آج ایک افسر اپنے ماتحت کو اچھا پہننے یا اس کی موجودگی میں کرسی پر بیٹھے ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ عتبہ کے اس اعتراض پر آپؐ نے تینوں کو واپس بلالیا اور ان کی جگہ حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبیدہؓ کو مقابلہ کے لیے بھیجا۔ چند لمحوں میں حضرت حمزہؓ نے شیبہ کو اور حضرت علیؓ نے ولید کو جہنم رسید کر دیا۔ حضرت عبیدہ اور عتبہ نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا۔ دونوں زخمی ہو کر گر پڑے۔ حضرت علیؓ اپنے مدمقابل سے فارغ ہو کر عتبہ کی طرف بڑھے اور اس کا کام تمام کر دیا۔ قریش نے جب اپنے سرداروں کو یوں کٹتے دیکھا تو اکثریت کے بل بوتے پر لشکرِ اسلام کو شکست دینے کی سوچی اور یکبارگی حملہ کر دیا۔ پھر اس میدان میں مسلمانوں نے جوہر شجاعت دکھلائے وہ رہتی دنیا تک مسلمانوں کے لیے نمونہ ہیں۔ آخر مادی قوت پر روحانی قوت غالب آئی۔ قریشِ مکہ کو شکست ہوئی۔ ستر سردار مکّہ اور معززین مارے گئے جن میں ابوجہل اور امیہ بن خلف وغیرہ شامل تھے۔ مسلمانوں کے کل چودہ افراد

(باقی ۲۶ پر)

قادیانی ٹولہ ملکی سالمیت کے لیے خطرناک ہے

فرقہ وارانہ، لسانی، علاقائی تعصبات کی آگ قادیانی بھڑکا رہے ہیں

حضرت مولانا خان محمد صاحب مدظلہ العالی کا اسمبلیوں کے ارکان کے نام مکتوب

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔

محترم ومکرم جناب عالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ قادیانیت کا مسئلہ مملکت خداداد پاکستان کا حساس ترین مسئلہ ہے۔ اس مسئلے کی سنگینی کا احساس یقیناً آپ کو بھی ہوگا اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ مسئلہ ختم نبوت کے حل کے لیے ملک میں تین بار تحریک چل چکی ہے۔ دس ہزار مسلمانوں نے صرف لاہور میں تحریک تحفظ ختم نبوت ۵۳ء کے دوران اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ ۷۴ء میں قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر پاکستان کے مسلمانوں کا دیرینہ مطالبہ پورا کرتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا اور اپریل ۸۴ء میں صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے ایک آرڈی ننس کے ذریعہ قادیانیوں کو اپنے آپ کو مسلمان کہلانے اسلامی اصطلاحات کے استعمال اور قادیانیت کی تبلیغ سے روک دیا۔

اس وقت میں تفصیلات میں جانا نہیں چاہتا۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ملک کے استحکام اور سالمیت کے لیے قادیانی ٹولہ سب سے زیادہ خطرناک رہا ہے اور اب بھی ہے۔ مشرقی پاکستان کو توڑنے کا سب سے اہم کردار ایم۔ ایم۔ احمد قادیانی نے ادا کیا۔ آج بھی یہی ٹولہ ملک میں فرقہ وارانہ، لسانی و علاقائی تعصبات کی آگ بھڑکانے میں نہایت خفیہ طریقہ سے کام انجام دے رہا ہے۔ سرکاری اداروں میں بڑے بڑے عہدوں پر فائز قادیانی ملک کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں۔ یہ مسئلہ بھی آپ کی توجہ کا متقاضی ہے۔

قادیانیوں نے ۷۴ء کی آئینی ترمیم کی طرح صدر ضیاء الحق کے نافذ کردہ آرڈی ننس کو ماننے سے انکار کر دیا ہے اور مسلمانوں کو مشتعل کرنے کے لیے انہوں نے 'کلمہ مہم' چلا رکھی ہے۔ اپنی عبادت گاہوں پر کلمہ طیبہ کے بورڈ لگا کر مسلمانوں کی دل آزاری کر رہے ہیں۔ کیا پاکستان کا کوئی مسلمان کلمہ کا بورڈ کسی گرجا گھر، مندر یا گوردوارہ پر لگانے کی اجازت دیں گے؟ قادیانیوں کا اس طرح کلمہ طیبہ کا بورڈ لگانے کا مقصد صرف اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنا ہے جو شرعاً اور قانوناً جرم ہے۔

مسئلہ قادیانیت الحمد للہ علماء کرام کی محنت اور پاکستان کے مسلمانوں کی قربانیوں کے نتیجہ میں ممبر ومحراب سے نکل کر اسمبلی کے ایوانوں میں گونجنے لگا۔ اب ضرورت اس بات کی ہے حکومتی سطح پر قادیانیت کا تعاقب کیا جائے۔ میں آپ کی خدمت میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے شائع کردہ رسائل

(باقی ص ۲۸ پر)

مولانا احمد علی سراج



میں اس طویل موضوع کو نہایت ہی اختصار سے مختلف رائج العام گناہوں پر شریعت اسلامیہ میں ان کی سزا کے بارے میں صرف اور صرف قرآنی آیات اور احادیث رسولؐ میں دیکھنے پر اکتفا کروں گا۔ نیز ہر برائی اور گناہ سے بچنے کے لئے کتاب و سنت کی روشنی میں علاج تحریر کروں گا (انشاء اللہ) تاہم میں یہ اللہ تعالٰی کی ذات پر امید رکھتا ہوں کہ میرا یہ مختصر مضمون قارئین کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ اللہ تعالٰی جمیع مسلمانان عالم کو کتاب و سنت کے مطابق زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے

تکبر کی مذمت

تخلیق کائنات میں ہونے والا یہ پہلا گناہ ہے جو ابلیس سے سرزد ہوا۔ اللہ تعالٰی نے اس پر لعنت کی ہے اور اسے جنت سے دور کر دیا گیا اور وہ جہنم میں ایندھن بنایا جائے گا۔

حدیث قدسی ہے اللہ فرماتے ہیں کہ کبریائی میری چادر ہے، اور عظمت میرا لباس ہے جو ان کو مجھ سے لینا اور کھینچا تانی کرتا ہے میں اس کو جہنم میں ڈال دوں گا۔ ہر قسم کی بڑائی اور بزرگی میرے لئے زیبا ہے۔ (مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ)

یاد رکھو کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی غرور و تکبر ہوگا تو اس کو خدائے تعالٰی اوندھے منہ جہنم میں ڈالے گا۔ (بخاری، مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کبر یعنی تکبر سے بچو کیونکہ یہ وہ گناہ ہے جس نے سب سے پہلے شیطان کو تباہ کیا۔ (ابن عساکر)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "دوزخ میں ایک محل ہے جس میں متکبرین کو ڈال کر ان کو بند کر دیا جائیگا"۔

قرآن پاک میں ہے۔

"وہ لوگ جو میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے"۔

اللہ تعالٰی فرماتے ہیں۔

"زمین میں اکڑ اکڑ کر نہ چل۔ بے شک تو زمین کو ہرگز نہیں پھاڑ سکے گا۔ اور نہ ہی پہاڑوں کے برابر طوالت میں پہنچے گا"۔ بنی اسرائیل ۳۷)

حضرت عمر بن شعیبؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے کہ "متکبر قیامت میں چیونٹیوں کے مثل ہوں گے۔ ان کو اہل محشر روندتے ہونگے۔ آگ ان کو چاروں طرف سے گھیرے گی۔ جہنم کے ایک خاص قید خانے میں ان کو عذاب دیا جائے گا۔ (ترمذی)

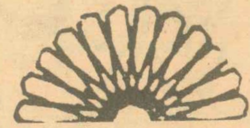
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے کلام نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب تیار ہے۔ (۱) بوڑھا زانی (۲) ظالم بادشاہ (۳) متکبر غریب۔

تکبّر کا علاج —— تواضع

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا۔" بندہ معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھاتا ہے۔ جس نے اللہ پاک کی خاطر تواضع اختیار کی تو اسے اللہ تعالیٰ قدر و بلندی عطا فرمائیگا"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر آدمی کے ساتھ دو دو فرشتے ہیں۔ ان کے پاس حکمت ہوتی ہے۔ اگر آدمی نے تکبر کیا ہوتا ہے تو اسے اٹھا لیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں اے اللہ! اسے ذلیل کر۔ اگر آدمی تواضع کرتا ہو تو کہتے ہیں اے اللہ! اسے قدر و بلند فرما۔ (مکاشفۃ القلوب۔ امام غزالیؒ)

حضرت عبداللہ بن سلامؓ ایک بازار سے گزرے ان کے سر پر لکڑیوں کا ایک گھٹا تھا ان سے کسی نے پوچھا۔ یہ کیوں اٹھا رکھا ہے؟ جب کہ اللہ نے آپ کو مستغنی کر دیا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے فرمایا۔ کہ میں نے چاہا کہ اپنے



**زمین پر اکڑ کر
مت چل، بیشک
نہ تو اسے پھاڑ
سکتا ہے نہ پہاڑوں
کی بلندی
اختیار کر سکتا ہے**



آپ سے تکبر دور کر دوں۔ (مکاشفۃ القلوب)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب حضرت نوح علیہ السلام کی وفات قریب ہوئی تو انہوں نے اپنی اولاد کو بلایا اور فرمایا کہ تمہیں دو باتوں کا حکم کرتا ہوں اور دو سے منع کرتا ہوں۔ میں تمہیں شرک اور تکبر سے منع کرتا ہوں اور لا الٰہ الا اللہ اور سبحان اللہ وبحمدہٖ کے پڑھنے کا حکم کرتا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوق اخوت بیان فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا کہ مسلمان بھائی کو حقیر نہ سمجھے۔

کسی کو حقیر جاننا برا مرض ہے جو تکبر کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ حقیر سمجھنے کی مختلف صورتیں ہیں۔ ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں جن سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

۱۔ کسی کا مذاق اڑانا۔
۲۔ برا نام تجویز کرنا۔
۳۔ ٹوٹا پھوٹا حال دیکھ کر اپنے سے کم سمجھنا یہ حقیر بنانے اور سمجھنے کی صورتیں ہیں۔

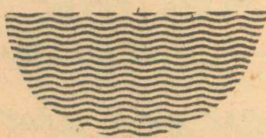
بہت سے لوگ اپنی دینداری کی وجہ دوسرے بے عمل مسلمانوں کو حقیر جانتے ہیں۔ حالانکہ چھوٹائی، بڑائی اور عزت و دولت کے مناظر آخرت میں سامنے آئیں گے جو

وہاں معزز ہوا وہ حقیقی معزز ہے جو وہاں محقر (حقیر) ہوا وہی اصل حقیر ہے۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا، کہ تقویٰ یہاں ہے، یہاں ہے، یہاں ہے، یعنی دل میں ہے۔ جو اللہ سے جس قدر ڈرے گا اسی قدر معزز اور باآبرو ہوگا۔ امام غزالیؒ نے اپنی کتاب "منہاج العابدین" میں مختصراً کبر کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے کبر کی تعریف یوں کی ہے۔" نفس کی بلندی و عظمت کے خیال کو کبر کہتے ہیں اس خیال سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ اپنے آپ کو حقیر اور کمتر خیال کرنے کا نام تواضع ہے۔

تکبر کے مرض کو اپنے اندر سے ختم کرنے کا صحیح علاج یہ ہے کہ آدمی اپنی ابتدائی حالت پیدائش، موت اور موجودہ وقت کی پریشانیوں اور آلودگیوں کو یاد کرے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ اے انسان! تیری ابتداء تو رحم میں پڑا ہوا قطرہ ہے اور تیری انتہا ناپاک مردار ہے اور اس وقت تو ان دو حالتوں کے درمیان اپنے پیٹ میں غلاظت کا بوجھ اٹھائے پھرتا ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تواضع کی نعمت سے مالا مال فرما کر تکبّر کی نعمت سے بچائے۔



**مذاق اُڑانا،
پھبتی کسنا
اور دوسرے کو
اپنے سے کم تر
خیال کرنا تکبّر کی
ابتدائی صورتیں
ہیں۔**



رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر اگر غور کیا جائے تو آپ کی زندگی تواضع کی ایک عظیم مثال تھی ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ اپنے گھر میں کھانا کھا رہے تھے تو دروازے پر ایک مانگنے والا آیا۔ وہ لنجا تھا یعنی اس کے اعضاء مفلوج تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اندر آنے کی اجازت دی۔ جب اندر آیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی ران پر بٹھایا پھر فرمایا کھاؤ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ کرم تقویٰ ہے۔ شرف تواضع ہے اور یقین غنا ہے (مکاشفۃ القلوب)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان ہے کہ دنیا میں تواضع اختیار کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے کہ وہ قیامت کے دن منبروں والے ہوں گے۔

حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے جب تم میری امت میں سے تواضع کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے سامنے تواضع کرو۔ اور جب تم متکبرین کو دیکھو تو ان کے سامنے مقابلہ میں ظاہری تکبر کرو یعنی انہیں تکبر کی سزا دو اس میں ان کی ذلت ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے

(باقی ۱۰ پر)

نتیجہ دورۂ تفسیر و تقریب تقسیم اسناد

رپورٹ : ظہیر میر

حسبِ سابق امسال بھی مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ دروازہ لاہور میں دورۂ تفسیر کی کلاس پوری شان و شوکت سے منعقد ہوئی۔ ملک بھر سے تقریباً پینتالیس طلبہ شریک ہوئے۔ استاد العلماء حضرت مولانا حمید الرحمٰن عباسی صاحب نے طلبہ کو قرآن عزیز کی تفسیر پڑھائی۔ حضرت مولانا علامہ منظور احمد چنیوٹیؒ صاحب ایم پی اے نے بھی آخری عشرہ میں طلبہ کو ختم نبوت کے موضوع پر سیر حاصل لیکچرز دئے۔

حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پُر ملال کے بعد دورۂ تفسیر قرآن کی یہ پہلی کلاس تھی۔ حضرت اقدس۔ حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ شعبان اور رمضان المبارک میں بعد نماز عشاء مختلف موضوعات پر فکر ولی اللّٰہی طرز پر لیکچرز دیا کرتے تھے۔ اس دفعہ یہ فرائض جانشینِ امام الہدیٰ حضرت اقدس مولانا میاں محمد اجمل قادری دامت برکاتہم العالیہ نے انجام دئے اور محنت شاقہ سے طلباء کرام کو مختلف موضوعات پر لیکچرز تحریر کروائے اور ان موضوعات کی تشریح بھی بیان فرمائی۔

۲۲ رمضان المبارک کی شب حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز حضرت مفتی جاوید شاہ صاحب مدظلہ العالی نے قرآن کی آخری دو سورتوں کی تشریح بیان فرما کر اس کلاس کا باقاعدہ اختتام فرمایا۔ آپ نے نہایت مدلّلانہ اور محققانہ انداز میں ان سورتوں کا شانِ نزول اور ان میں بیان کردہ فضائل و مسائل پر روشنی ڈالی۔

۲۵ رمضان المبارک کی صبح ساڑھے آٹھ بجے حضرت مولانا حمید الرحمٰن عباسی مدظلہٗ نے طلباء کو پرچہ لکھوایا۔ امتحان ساڑھے گیارہ بجے دن تک جاری رہا۔ پرچہ جات کی چیکنگ حضرت اقدس میاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ اور حضرت مولانا حمید الرحمٰن عباسی مدظلہ نے فرمائی۔

۲۷ رمضان المبارک کی شب بعد نماز تراویح جامع مسجد شیرانوالہ میں ختم قرآن اور تقسیم اسناد و انعامات کی ایک سادہ اور پُر وقار تقریب زیر صدارت حضرت اقدس مولانا میاں محمد اجمل قادری دامت برکاتہم العالیہ منعقد ہوئی۔ اس دفعہ نماز تراویح میں استاد القراء مولانا قاری غلام فرید صاحب کے فرزند ارجمند جناب حافظ قاری عبد الباسط نے قرآن عزیز سنایا۔ تقریب کے آغاز پر قاری عبد الباسط کی دستار بندی حضرت اقدس نے خود فرمائی۔ اس عظیم الشان تقریب کا آغاز قاری محمد حنیف صاحب گوجرانوالہ کی تلاوتِ کلام پاک سے ہوا۔ جناب ندیم احمد القاسمی نے رقت آمیز انداز میں ترانۂ

دیوبند سنا کر سامعین و حاضرین کو مسحور کر دیا۔

اس تقریب میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی، خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خان، امام السلاطین حضرت مولانا سید عبد القادر آزاد دامت برکاتہم العالیہ نے بطور مہمانانِ خصوصی شرکت فرمائی۔ ان بزرگوں نے اپنے اپنے انداز میں نہایت عالمانہ اور فاضلانہ خطابات فرمائے۔ تقاریر کا آغاز کرتے ہوئے استاد العلماء حضرت مولانا حمید الرحمٰن عباسی مدظلہٗ نے نہایت پُر سوز انداز میں طلباء کرام کو نصیحت کی کہ وہ قرآن عزیز کو حرزِ جاں بنائیں اپنی زندگی مکمل طور پر اسلام کے سانچے میں ڈھالیں۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کرام ملک و ملّت اور دین کے لئے فائدہ مند ثابت ہوں گے۔

جلسے سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا سید عبد القادر آزاد خطیب بادشاہی مسجد لاہور نے شاندار انداز میں حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ یاد رہے حضرتؒ کے انتقال کے وقت مولانا آزاد صاحب بیرونِ ملک تبلیغی دورے پر تھے۔ مولانا سید عبد القادر آزاد نے طلباء کرام سے کہا کہ آپ اپنی زندگیاں حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے طرز پر قرآن کے سانچے میں ڈھالیں۔ انہوں نے کہا۔ مسلمانوں نے جب بھی قرآن کو سینے سے لگایا زمانے نے ان کے قدم چومے اور جب بھی مسلمان قرآن سے ہٹے وہ ذلیل و خوار ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ آج پوری دنیا قرآن کے پیغام کی پیاسی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آج کا مسلمان خود اس پر عمل پیرا ہو اور پھر اس کی تبلیغ میں کوئی کسر اٹھا نہ چھوڑے۔ انشاء اللہ العزیز کامیابیاں مسلمانوں کے قدم چومیں گی۔ مولانا سید عبد القادر آزاد صاحب کی تقریر کے بعد نتائج کا اعلان کیا گیا۔ تمام طلباء کرام کو باری باری سٹیج پر بلایا جاتا اور نتیجہ کا اعلان سنانے کے بعد اس کی دستار بندی کی جاتی اور پھر اسے اسناد اور انعامات عنایت کی جاتیں۔ یہ منظر اس وقت بڑا رقت آمیز اور قابل دید ہو جاتا جب چاروں بزرگ (حضرت اقدس میاں صاحب، شیخ الحدیث مولانا محمد مالک کاندھلوی، مولانا محمد اجمل خان صاحب اور حضرت مفتی جاوید شاہ صاحب) طلباء کرام کی مشترکہ طور پر دستار بندی کرتے اور اسناد و انعامات عنایت فرماتے۔

ہر طالب علم کو اسناد کے ساتھ کپڑے، محشّٰی و مترجم قرآن عزیز اور قیمتی کتب بھی دی گئیں۔ پہلی پانچ پوزیشنیں حاصل کرنے والے طلباء کو قیمتی تحائف اور نقدی بھی دی گئی۔ ان انعامات کی فراہمی میں مختلف ساتھیوں نے حصہ لیا۔ خصوصاً رشید احمد (جالندھر موتی چور لاہور) شیخ کبیر صاحب لاہور اور حاجی یوسف صاحب گوجرانوالہ کے نام قابلِ ذکر ہیں اللہ تعالیٰ ان تمام ساتھیوں کے مال و دولت میں خیر و برکت عطا فرمائے۔ (آمین) اور آج تک جتنے لوگوں نے دین کی تبلیغ کے لئے انجمن خدام الدین لاہور کی جس انداز سے بھی مدد فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو اس کا بہترین صلہ نصیب فرمائے (آمین)

اعلان کے مطابق دورہ تفسیر قرآن برائے سال ۱۹۸۵ء بمطابق رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ کی کلاس کا نتیجہ درج ذیل رہا۔

نمبر شمار	نام بمع ولدیت و پتہ	کل نمبر	حاصلکردہ نمبر	کیفیت
۱	خالد محمود ولد محراب خاں موضع نواز آباد تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان	۱۰۰	۹۵	اوّل
۲	داؤد احمد بن حکیم قاری حبیب احمد کاتب حکیم اسٹریٹ ۵ صدیق کالونی راوی روڈ لاہور	۱۰۰	۹۲	دوم
۳	بشیر احمد سلیم مسہ کوٹی ولد عبد الحق کہروڑپکا تحصیل لودھراں ضلع ملتان	۱۰۰	۹۰	سوم
۴	شاہ علی شاد ولد محمد امیر چک ۸۱/۱۵-L تحصیل و ضلع خانیوال	″	۸۸	
۵	نیاز محمد یوسف ہارون آبادی	″	۸۷	
۶	محمد عبد اللہ ولد پائندہ خان سکنہ بڑا گوارہ تحصیل و ضلع جہلم	″	۸۵	
۷	جلیل الرحمٰن ہزاروی بن عبد القادر تحصیل و ضلع ایبٹ آباد	″	۸۴	
۸	حافظ محمد ایوب ولد محمد صاحب بمقام خانیکی جھگیاں ڈاکخانہ فیض پور کلاں، شیخوپورہ	″	۸۲	
۹	عبد الرؤف ولد عبد الرحمٰن بمقام میانوالی ڈوگراں تحصیل و ضلع شیخوپورہ	″	۸۲	
۱۰	حافظ فضیل الرحمٰن عثمانی ابن قاری صفی الرحمٰن عثمانی ڈی ۳۴/۱۲ وحدت کالونی لاہور	″	۸۰	
۱۱	حافظ محمد خاں ولد شیر خاں بستی سیادوں ڈاکخانہ دولت پور ضلع بہاولنگر	″	۷۸	
۱۲	سعید احمد ہندوستانی ولد نذیر احمد متعلم جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور	″	۸۰	
۱۳	عبد الحلیم بن محمد اسمٰعیل بمقام مریم آباد چک ۳ تحصیل و ضلع شیخوپورہ	″	۷۶	
۱۴	عبد الرحمٰن قادری ولد مولانا عبد القادر بستی حافظ والا ڈاکخانہ گنوپی تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان	″	۷۵	
۱۵	محمد شفیع طارق ولد مولانا سراج دین بمقام جھنڈ و ڈاکخانہ جندراکہ تحصیل و ضلع اوکاڑہ	″	۷۲	
۱۶	محمد لیبین ولد حاجی ولی محمد چک اسلام پور تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ	″	۷۰	
۱۷	ظہور ولد امام بخش چک قادرپور کہروڑپکا تحصیل لودھراں ضلع ملتان	″	۷۵	
۱۸	محمد صدیق شتابی ولد غلام حیدر بستی مراد آباد میلسی ضلع وہاڑی	″	۷۰	
۱۹	حسین احمد ولد چراغ محمد شاہ آف میانوالی	″	۷۰	
۲۰	حافظ ہارون الرشید ولد محمد علی محلہ محمد پورہ جڑانوالہ ضلع فیصل آباد	″	۷۰	
۲۱	عبد الرحیم انور ولد الحاج حافظ خدا بخش، مدنی مسجد حافظ آباد تحصیل میلسی ضلع وہاڑی	″	۶۸	
۲۲	محمد انور قصوری ولد حافظ محمد سلیمان کوٹ نور محمد تحصیل و ضلع قصور	″	۶۸	
۲۳	محمد یوسف ولد محمد خوشی چک ۶۵۲ گ ب ڈاکخانہ لنڈیاں والا تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد	″	۶۲	
۲۴	محمد لطیف ولد جمال دین علامہ اقبال کالونی مکان ۱۱۴ بلاک سی فیصل آباد	″	۶۲	
۲۵	حافظ عبد القدوس انور بن الحاج مولانا غلام محمدؒ تقویٰ کالونی، بہاولنگر	″	۶۲	

نمبر شمار	نام بمعہ ولدیت و پتہ	کل نمبر	حاصلکردہ نمبر	کیفیت
۲۶	عبد القیوم آف سنکرگڑھ ضلع سیالکوٹ	۱۰۰	۴۵	
۲۷	محمد امین ولد محمد شریف بستی سخی سیداں کالونی دیپالپور ضلع اوکاڑہ			
۲۸	محمد فاروق ولد محمد یعقوب موضع کوٹ ھرو میلسی ضلع وہاڑی	″	۸۵	
۲۹	حافظ غلام احمد ولد ملک اللہ ودھایا موضع جھنگی تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان	″	۵۰	
۳۰	عبد العزیز ملتانی ولد حافظ محمد حسن سکنہ کچھی کلاں ضلع بھکر	″	۴۰	
۳۱	محمد کفایت اللہ زاہد الراشدی متعلم مدرسہ تعلیم القرآن ملتان روڈ میلسی ضلع اوکاڑہ	″	۴۸	
۳۲	حافظ شبیر احمد ولد شیر محمد مقام سادھاں والی، سید نگر تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ	″	۵۰	
۳۳	محمد انور چنیوٹی ولد نور محمد موضع کوٹ محمد یار تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ	″	۵۰	
۳۴	محمد طاہر حسن ولد محمد محسن محلہ رضا آباد۔ فیصل آباد	″	۴۲	
۳۵	عبید الرحمٰن قریشی ولد محمد اسمٰعیل چک ۱۹/۱-L رینالہ خورد اوکاڑہ	″		
۳۶	حافظ محمد عارف ولد شاہ محمد چک بالا ارائیں بہاولنگر	″	۴۲	
۳۷	محمد طفیل ملتانی ولد مہر دین آف رکن پوری تحصیل لودھراں ضلع ملتان	″	۴۱	

تقسیم اسناد و انعامات کے بعد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی مدظلہٗ نے نہایت عالمانہ اور فاضلانہ خطاب فرمایا۔ انہوں نے حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے تعلق اور قربت کا اظہار اتنے غمگین انداز میں فرمایا کہ سننے والے اپنے آنسو نہ روک سکے۔ انہوں نے طلبار کو نصیحت کی کہ قرآن کے پیامبر بن جائیں۔ اور بغیر کسی لالچ کے خلوص کے ساتھ دین کی تبلیغ کا فریضہ انجام دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ غیب سے امداد کے دروازے کھلیں گے۔ انہوں نے کہا کہ آپ حضرت لاہوریؒ اور حضرت انور رحمہم اللہ تعالیٰ کی زندگیاں اپنے سامنے رکھیں۔ انہوں نے اپنے بیان کے آخر میں امید ظاہر کی کہ یہ طلباء، کرام ملک و ملت اور دین اسلام کے لئے مفید اور کارآمد ثابت ہوں گے۔

اس تقریب سعید سے خطیب اسلام حضرت مولانا محمد اجمل خاں صاحب نے بڑا علمی خطاب فرمایا اُن کی تقریر رات پون بجے شروع ہوئی اور پونے دو بجے اختتام کو پہنچی اور وہ بھی اس لئے کہ مولانا نے تقریر کے لئے نیلا گنبد لاہور جانا تھا۔ حضرت مولانا محمد اجمل خاں صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں خطبہ مسنونہ پڑھنے کے بعد فرمایا۔ کہ آج میں یہاں آیا نہیں لایا گیا ہوں بلکہ بھجوایا گیا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ آج مجھے نماز عصر سے پہلے حضرت اقدس مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ خواب میں ملے اور انہوں نے مجھے یہاں حاضر ہونے کا حکم فرمایا۔ انہوں نے طلبہ سے کہا کہ آپ لوگ خوش قسمت ہیں

کہ ایک ایسے ادارے سے قرآن عزیز کی تفسیر پڑھ کر جا رہے ہیں جو دعوت و عزیمت کا امین ہے۔

مولانا اجمل خان نے طلبار کرام کو نصیحت کی کہ وہ قرآن کو ساری دنیا تک پھیلانے کے لیئے کمر ہمت باندھ لیں۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے امید ہے اگر آپ نے اپنی زندگیاں قرآن کے سانچے میں ڈھال لیں تو دنیا کی کوئی طاقت آپ کو کسی میدان میں نیچا نہیں دکھا سکتی۔ آپ نے طلبأ سے کہا کہ حضرت لاہوریؒ کی زندگی روز روشن کی طرح آپ کے سامنے ہے۔ انہوں نے قرآن کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنایا تو اللہ نے انہیں دین اور دنیا دونوں میں وہ مقام عطا کیا جو بہت کم لوگوں کے نصیب میں آتا ہے۔ مولانا اجمل خان صاحب نے فرمایا کہ مجھے یقین ہے اگر آپ نے قرآن کو حرزِ جان بنایا تو آپ کی دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں گی۔ مولانا نے اپنی تقریر میں سورۂ فاتحہ اور سورۃ الناس کی مطابقت بیان کی (انشاء اللہ یہ تقاریر خدام الدین میں شائع کی جائیگی) حضرت مولانا اجمل خاں صاحب کا کمال یہ ہے کہ وہ نہایت علمی بات عوامی انداز میں بیان کر جاتے ہیں۔ اس لئے سامعین و حاضرین گھنٹوں اُن کا بیان وجد آفرین انداز میں سنتے رہتے ہیں۔

بہرحال مولانا کی تقریر دلپذیر کے ساتھ اس مقدس اور بابرکت تقریب کا اختتام ہُوا اور حضرت اقدس میاں محمد اجمل قادری دامت برکاتہم العالیہ نے دعائے خیر کے ساتھ طلبار کرام کو رخصت کیا۔

بقیہ : جنگ بدر

شہید ہوئے۔ دو کم عمر بچوں نے ابوجہل کا کام تمام کیا اور ستر کفار مکہ گرفتار کر کے جنگی قیدی بنائے گئے۔

جنگی قیدیوں سے سلوک

اسلام سے قبل جنگی قیدیوں کے متعلق کوئی قانون نہ تھا لیکن اسلام نے انتقام کی آگ پر پانی ڈال دیا۔ اسلامی فوج کو احسان کا حکم دیا اور آسان شرائط پر رہائی کی اجازت مرحمت فرمائی۔ یہ انسانیت کا ایسا مظاہرہ ہے جس کی مثال مغرب کے مدبرین جنگ آج بھی پیش نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ مسٹر اسکاٹ نے یہ تسلیم کیا ہے کہ:

"اسلام نے جنگ کی بے رحمیوں کو بہت کچھ ہلکا کر دیا ہے۔ اس نے مفتوحین کو بشرط اسلام پوری آزادی کا حق دیا ہے اور بد قسمت قیدیوں کو جبر و تشدد سے بچایا ہے۔" اخبار الاندلس

سی پی اسکاٹ ج ۱

ص ۱۰۶ مقدمہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسیرانِ جنگ کو صحابہ میں تقسیم کر دیا۔ صحابہ کرامؓ خود کھجوریں کھاتے لیکن قیدیوں کو کھانا مہیا کرتے۔ آخر آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مشورے کے مطابق اسیرانِ جنگ کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔ جو غربت کی وجہ سے فدیہ ادا نہیں کر سکتے تھے اور پڑھے لکھے تھے انہیں دس مسلمانوں کو پڑھنا لکھنا سکھانے کے عوض رہا کر دیا گیا۔ یہ قیدی حسنِ سلوک سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ان میں سے بہت سے مشرف با اسلام ہوئے۔

اس معرکہ میں کامیابی کی سب سے بڑی وجہ نصرتِ غیبی تھی یعنی اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار فرشتوں کے ذریعے امداد فرمائی۔ اس معرکہ میں حق و باطل کا فیصلہ ہو گیا۔ قریش کے غرور کا سر نیچا ہو گیا جس کے نتیجے میں اسلام کو ایک عظیم قوت بن کر اُبھرنے کا موقع ملا اور مدینہ میں اسلام کی مزید اشاعت ہوئی۔ غزوہ بدر میں قریش کی شکست نے ان کا وقار خاک میں ملا دیا اور اسلام کے وقار میں اضافہ ہُوا۔